

Allama Iqbal Open University AIU BS Urdu solved assignments no 2 Autumn 2025 Code 9028 Urdu Criticism

سوال نمبر 1: عربی، فارسی اور سنسکرت تنقید کے بنیادی اصولوں کا موازنہ
کیجیے اور واضح کریں کہ اردو تنقید نے ان میں سے کن عناصر کو اختیار
کیا۔

تمہید

ادبی تنقید کسی بھی زبان اور ادب کی فکری، جمالیاتی اور فنی بنیادوں کو
واضح کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ تنقید کے بغیر ادب کی تفہیم، درجہ بندی اور
ارتقا ممکن نہیں۔ اردو تنقید چونکہ ایک نئی زبان اور ادب کی نمائندہ ہے، اس

لیے اس نے اپنی تشکیل میں قدیم اور مستحکم ادبی روایتوں سے گہرا اثر قبول کیا۔ عربی، فارسی اور سنسکرت تین ایسی زبانیں ہیں جن کی ادبی تنقید نہایت قدیم، منظم اور فکری اعتبار سے مضبوط رہی ہے۔ اردو تنقید نے انہی تینوں روایات سے اصول، تصورات اور اصطلاحات اخذ کر کے اپنی ایک جداگانہ شناخت قائم کی۔

زیرِ نظر جواب میں پہلے عربی، فارسی اور سنسکرت تنقید کے بنیادی اصول بیان کیے جائیں گے، پھر ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا، اور آخر میں یہ واضح کیا جائے گا کہ اردو تنقید نے ان روایات میں سے کن عناصر کو اختیار کیا اور کس طرح انہیں اپنی فکری ساخت میں سمویا۔

عربی تنقید کے بنیادی اصول

عربی تنقید کا تاریخی پس منظر

عربی تنقید کی بنیاد قرآن مجید، حدیثِ نبوی ﷺ اور عربی شاعری کی قدیم روایت میں ملتی ہے۔ ابتدا میں عربی تنقید غیر منظم تھی اور زیادہ تر ذوقی اور

تاثراتی نوعیت کی تھی، مگر وقت کے ساتھ ساتھ یہ ایک باقاعدہ علمی اور
فکری *discipline* بن گئی۔

عربی تنقید کے نمایاں اصول

1. فصاحت و بلاغت

عربی تنقید میں فصاحت اور بلاغت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

● فصاحت: الفاظ کی صفائی، روانی اور درست ادائیگی

● بلاغت: کلام کا موقع و محل کے مطابق ہونا

2. لفظ و معنی کی ہم آہنگی

عربی ناقدین کے نزدیک بہترین شاعری وہ ہے جس میں لفظ اور معنی کا کامل
امتزاج ہو۔ محض خوبصورت الفاظ یا بلند خیالات کافی نہیں سمجھے جاتے۔

3. اعجازِ بیان

قرآنِ مجید کے اعجاز نے عربی تنقید کو یہ تصور دیا کہ کلام میں ایسی تاثیر
ہو جو سامع یا قاری کو مسحور کر دے۔

4. صدقِ جذبہ

عربی تنقید میں اس بات پر زور دیا گیا کہ شاعر کا جذبہ سچا ہو۔ مصنوعی اور بناوٹی شاعری کو کمتر سمجھا گیا۔

5. عروض اور وزن

شاعری کے لیے بحر، وزن اور قافیہ کو لازمی قرار دیا گیا، اور ان کے قواعد پر سختی سے عمل ضروری سمجھا گیا۔

عربی ناقدین

● الجاحظ

● قدامہ بن جعفر

● عبدالقابر جرجانی

خاص طور پر عبدالقابر جرجانی کا نظریہ نظم عربی تنقید کی معراج سمجھا جاتا ہے۔

فارسی تنقید کے بنیادی اصول

فارسی تنقید کا پس منظر

فارسی ادب نے عربی تنقید سے اثر قبول کیا، مگر اس میں جمالیاتی حسن،
تصوف اور رمزیت کا عنصر زیادہ نمایاں ہو گیا۔ فارسی تنقید شاعری کو
محض فنی نہیں بلکہ روحانی تجربہ بھی سمجھتی ہے۔

فارسی تنقید کے اہم اصول

1. جمالیات (Aesthetics)

فارسی تنقید میں حسن، لطافت، نرمی اور تخیل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

2. تخیل اور تصور

فارسی ناقدین کے نزدیک شاعر کا تخیل بلند اور وسیع ہونا چاہیے۔ خیالی دنیا
کی تشکیل فارسی تنقید کا خاص وصف ہے۔

3. تصوف اور رمزیت

فارسی ادب میں تصوف نے تنقید کو بھی متاثر کیا۔ شعر کو باطنی معنی اور
روحانی اشاروں کا حامل سمجھا گیا۔

4. مضمون آفرینی

فارسی تنقید میں نئے مضامین اور خیالات پیدا کرنے کو بڑی اہمیت دی گئی۔

5. زبان کی لطافت

سلاست، نرمی اور موسیقیت فارسی تنقید کے بنیادی تقاضے ہیں۔

فارسی ناقدین

● نظامی عروضی

● دولت شاہ

● جامی

ان ناقدین نے شاعری کے فنی اور فکری اصولوں کو منظم انداز میں بیان کیا۔

سنسکرت تنقید کے بنیادی اصول

سنسکرت تنقید کا تاریخی پس منظر

سنسکرت تنقید دنیا کی قدیم ترین ادبی تنقید میں شمار ہوتی ہے۔ یہ تنقید فلسفہ،

مذہب اور جمالیات کا حسین امتزاج ہے۔

سنسکرت تنقید کے نمایاں اصول

1. رس (Rasa) کا نظریہ

سنسکرت تنقید کا سب سے اہم اصول نظریہٴ رس ہے، جسے بھارت منی نے پیش کیا۔

- رس سے مراد وہ جمالیاتی لذت ہے جو قاری یا ناظر کو حاصل ہوتی ہے۔
- نو رس مشہور ہیں جیسے شرنکار رس، کرون رس، ویر رس وغیرہ۔

2. دھونی (Dhvani)

دھونی سے مراد شعر یا ادب میں پوشیدہ اور غیر کہے ہوئے معنی ہیں۔

3. الانکار (Alankara)

تشبیہ، استعارہ، مبالغہ اور دیگر صنعتوں کو بڑی اہمیت دی گئی۔

4. اوچتیہ (Aucitya)

کلام میں مناسبت اور توازن کا ہونا ضروری سمجھا گیا۔

5. قاری یا سامع کی اہمیت

سنسکرت تنقید میں قاری کے تاثر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، یعنی ادب کا مقصد قاری میں جمالیاتی لذت پیدا کرنا ہے۔

عربی، فارسی اور سنسکرت تنقید کا تقابلی جائزہ

پہلو	عربی تنقید	فارسی	سنسکرت
	تنقید	تنقید	تنقید
بنیادی	فصاحت و	جمالیات و	رس اور
توجہ	بلاغت	تخیل	لذت
مذہبی اثر	قرآن و	تصوف	ہندو فلسفہ
	حدیث		
اسلوب	منطقی و	لطیف و	فلسفیانہ
	فنی	رمزی	
قاری کی	ثانوی	اہم	مرکزی
حیثیت			
مقصد	تاثیر و	حسن و	جمالیتی
	اعجاز	سرور	لذت

اردو تنقید کی تشکیل اور ارتقا

اردو تنقید کا آغاز

اردو تنقید کا باقاعدہ آغاز اگرچہ انیسویں صدی میں ہوا، مگر اس کی جڑیں عربی، فارسی اور سنسکرت ادب میں پیوست ہیں۔

اردو تنقید پر عربی تنقید کے اثرات

1. فصاحت و بلاغت

اردو تنقید نے عربی بلاغت کے اصول:

● تشبیہ

● استعارہ

● کنایہ

کو مکمل طور پر اختیار کیا۔

2. لفظ و معنی کا تصور

اردو ناقدین جیسے حالی اور شبلی نے لفظ و معنی کے توازن کو بنیادی اصول قرار دیا۔

3. اخلاقی معیار

عربی تنقید کی طرح اردو تنقید میں بھی ادب کو اخلاقی اصلاح کا ذریعہ سمجھا گیا۔

اردو تنقید پر فارسی تنقید کے اثرات

1. جمالیاتی حس

اردو تنقید میں حسنِ بیان، نرمی اور تخیل کی اہمیت فارسی روایت سے آئی۔

2. تصوف اور رمزیت

اردو غزل اور اس کی تنقید فارسی تصوف سے گہرے طور پر متاثر ہے۔

3. مضمون آفرینی

فارسی تنقید کی روایت کے مطابق اردو تنقید نے نئے مضامین کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

اردو تنقید پر سنسکرت تنقید کے اثرات

1. رس کا تصور

اردو تنقید میں:

- سرور
- تاثیر
- کیف و کیفیت

درحقیقت نظریہ رس ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔

2. دھونی اور علامت

اردو جدید تنقید میں علامت، اشاریت اور تہہ داری سنسکرت کے دھونی نظریے سے مماثلت رکھتی ہے۔

3. قاری کی اہمیت

اردو تنقید میں قاری کے تاثر کو اہمیت دینا سنسکرت روایت کا اثر ہے۔

اردو تنقید میں امتزاجی روایت

اردو تنقید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ:

- اس نے کسی ایک روایت کی تقلید نہیں کی

- بلکہ عربی کی فصاحت

- فارسی کی لطافت

- اور سنسکرت کی جمالیات

کو یکجا کر کے ایک متوازن اور جامع تنقیدی نظام تشکیل دیا۔

اردو کے اہم ناقدین اور اثرات

حالی

- عربی اخلاقی تنقید

- فارسی جمالیات

شبلی نعمانی

● عربی علمی روایت

● فارسی تاریخی شعور

فراق گورکھپوری

● سنسکرت رس نظریہ

● اردو جمالیات

مجنوں گورکھپوری

● دھونی اور علامتی پہلو

مجموعی تجزیہ

اردو تنقید نہ خالص عربی ہے، نہ مکمل فارسی اور نہ ہی محض سنسکرتی،
بلکہ:

● یہ ایک ہمہ گیر

● ہم آہنگ

● اور ارتقائی تنقیدی روایت

ہے جو مختلف تہذیبوں کے اشتراک سے وجود میں آئی۔

خلاصہ نکات

- عربی تنقید نے اردو کو فصاحت، بلاغت اور اخلاقی معیار دیا
- فارسی تنقید نے حسن، تخیل اور تصوف عطا کیا
- سنسکرت تنقید نے رس، دھونی اور قاری کی اہمیت سکھائی
- اردو تنقید ان تینوں کا حسین امتزاج ہے

سوال نمبر 2: مغربی تنقید کے پس منظر میں فلپ سڈنی، میتھیو آرنلڈ اور
ہنری جیمز کے تنقیدی تصورات پر روشنی ڈالیں۔

تمہید

مغربی ادبی تنقید کی تاریخ ایک طویل فکری ارتقا کی داستان ہے جس میں ادب
کے مقاصد، فن اور اخلاق، حقیقت اور تخیل، اور مصنف، متن اور قاری کے
باہمی تعلقات پر مسلسل غور و فکر کیا گیا۔ نشاۃ ثانیہ (Renaissance) سے
لے کر وکٹورین عہد اور جدید دور تک مغربی تنقید مختلف مراحل سے گزری۔

اس فکری سفر میں فلپ سڈنی (Philip Sidney)، میتھیو آرنلڈ

(Matthew Arnold) اور ہنری جیمز (Henry James) ایسے اہم نام

ہیں جنہوں نے مغربی تنقید کو نظریاتی گہرائی، اخلاقی وقار اور فنی شعور
عطا کیا۔

فلپ سڈنی نے ادب، بالخصوص شاعری، کے دفاع میں پہلی مضبوط تنقیدی
آواز بلند کی؛ میتھیو آرنلڈ نے تنقید کو اخلاقی و ثقافتی ذمہ داری کا شعور دیا؛

اور ہنری جیمز نے ناول کو ایک سنجیدہ فن کی حیثیت دے کر فنی تنقید کی بنیاد مضبوط کی۔ زیرِ نظر جواب میں مغربی تنقید کے عمومی پس منظر کے بعد ان تینوں ناقدین کے تنقیدی تصورات کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا اور ان کی فکری خدمات کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

مغربی تنقید کا عمومی پس منظر

مغربی تنقید کی بنیاد یونانی فلسفہ میں ملتی ہے:

● افلاطون نے ادب کو اخلاقی زاویے سے پرکھا اور شاعری کو حقیقت

سے دور کرنے والا عنصر قرار دیا۔

● ارسطو نے اپنی کتاب *Poetics* میں ادب، خصوصاً المیہ، کو باقاعدہ

اصولوں کے تحت پرکھا اور ادب کو انسانی تجربے کی تقلید

(*Mimesis*) کہا۔

قرونِ وسطیٰ میں ادب مذہبی اخلاقیات کے تابع رہا، مگر نشاۃ ثانیہ کے دور

میں:

● انسان مرکزیت (Humanism)

● عقل، حسن اور فن

کو نئی اہمیت ملی۔ اسی ماحول میں فلپ سڈنی نے شاعری کے حق میں دلائل دیے۔

بعد ازاں وکٹورین دور میں:

● سماجی و اخلاقی مسائل

● صنعتی انقلاب کے اثرات

نے تنقید کو نئے سوالات سے دوچار کیا، جن کا جواب میتھیو آرنلڈ نے دیا۔
انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ناول بطور صنف ابھرا
اور ہنری جیمز نے اس کی فنی بنیادوں کو واضح کیا۔

فلپ سڈنی (Philip Sidney) کے تنقیدی تصورات

فلپ سڈنی کا تعارف

فلپ سڈنی (1554–1586) انگریزی نشاۃ ثانیہ کے اہم ادیب، شاعر اور نقاد تھے۔ ان کی مشہور تنقیدی تصنیف **“An Apology for Poetry”** (جسے **Defence of Poesy** بھی کہا جاتا ہے) مغربی تنقید کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

شاعری کا دفاع

فلپ سڈنی نے یہ کتاب اس اعتراض کے جواب میں لکھی کہ:

- شاعری جھوٹ پر مبنی ہے
- یہ اخلاق کو بگاڑتی ہے
- یہ وقت کا ضیاع ہے

سڈنی کے مطابق:

شاعری جھوٹ نہیں بولتی، کیونکہ شاعر کسی حقیقی واقعے کا دعویٰ ہی نہیں کرتا۔

شاعری کا مقصد: تعلیم اور مسرت

فلپ سڈنی کے نزدیک شاعری کا بنیادی مقصد:

● تعلیم (Teaching)

● لذت (Delight)

ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ:

● فلسفہ صرف تعلیم دیتا ہے

● تاریخ صرف واقعات بیان کرتی ہے

● مگر شاعری تعلیم اور لذت دونوں کو یکجا کرتی ہے

شاعری اور اخلاق

سڈنی کے نزدیک شاعری:

● انسان کو نیکی کی طرف راغب کرتی ہے

● اخلاقی کردار سازی میں مدد دیتی ہے

وہ شاعری کو:

”A speaking picture“

قرار دیتے ہیں، جو انسان کے سامنے نیکی کی تصویری مثال پیش کرتی ہے۔

تقلید (Imitation) کا تصور

ارسطو سے متاثر ہو کر سڈنی نے شاعری کو تقلید قرار دیا، مگر یہ تقلید:

- محض نقل نہیں
 - بلکہ حقیقت کی بہتر اور مثالی صورت ہے
-

فلپ سڈنی کی اہم خدمات

- شاعری کے وقار کا دفاع
- ادب کو اخلاقی اور تعلیمی فن قرار دینا
- کلاسیکی اور نشاۃ ثانیہ نظریات کا امتزاج

میتھیو آرنلڈ (Matthew Arnold) کے تنقیدی تصورات

میتھیو آرنلڈ کا تعارف

میتھیو آرنلڈ (1822–1888) وکٹورین دور کے ممتاز شاعر اور نقاد تھے۔ ان

کی تنقید کا مرکز:

- ادب
- ثقافت
- اخلاق

تھا۔ ان کی مشہور تصانیف میں:

- *Essays in Criticism*
- *Culture and Anarchy*

شامل ہیں۔

تنقید کا مقصد

میتھیو آرنلڈ کے مطابق:

”تنقید کا مقصد زندگی کو جیسا ہے ویسا جاننا اور اسے بہترین

خیالات کی روشنی میں بہتر بنانا ہے۔“

انہوں نے تنقید کو:

- غیر جانبدار
- معروضی
- اور خالص علمی عمل

قرار دیا۔

Touchstone Method

آرنلڈ نے ادب کے معیار کو جانچنے کے لیے **Touchstone Method**

پیش کیا:

- عظیم شاعری کے منتخب اشعار

● نئے ادب کے معیار کو پرکھنے کا ذریعہ بنیں

اس طریقے سے:

● ادب کی عظمت کا تعین کیا جاتا ہے

شاعری بطور "Criticism of Life"

آرنلڈ کے نزدیک:

شاعری زندگی پر تنقید ہے۔

یعنی:

● شاعری انسان کو زندگی کی حقیقتوں سے روشناس کراتی ہے

● اخلاقی اور فکری رہنمائی فراہم کرتی ہے

اخلاق اور ثقافت

آرنلڈ کے نزدیک ادب:

- محض جمالیاتی تجربہ نہیں
- بلکہ سماجی اور اخلاقی اصلاح کا ذریعہ ہے

انہوں نے “Culture” کو:

“The best that has been thought and said”

کہا۔

معروضیت (Objectivity)

آرنلڈ نے زور دیا کہ:

- نقاد کو ذاتی تعصبات سے بالاتر ہونا چاہیے
- ادب کو اس کی داخلی خوبیوں کی بنیاد پر پرکھنا چاہیے

میتھیو آرنلڈ کی اہم خدمات

- تنقید کو اخلاقی وقار عطا کرنا
- معروضی تنقید کا تصور

● ادب اور ثقافت کا گہرا رشتہ واضح کرنا

ہنری جیمز (Henry James) کے تنقیدی تصورات

ہنری جیمز کا تعارف

ہنری جیمز (1843–1916) ایک عظیم ناول نگار اور نقاد تھے۔ ان کا تنقیدی

کام خاص طور پر ناول کے فن سے متعلق ہے۔ ان کا مشہور مضمون **“The**

Art of Fiction” جدید فکشن تنقید کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

ناول بطور سنجیدہ فن

ہنری جیمز کے نزدیک:

● ناول محض تفریح نہیں

● بلکہ ایک سنجیدہ اور باقاعدہ فن ہے

انہوں نے ناول کو:

● شاعری اور مصوری کے برابر

● تخلیقی آزادی کا حامل فن

قرار دیا۔

آزادی تخلیق

جیمز نے اس خیال کی مخالفت کی کہ:

● ناول نگار کو مخصوص موضوعات یا اسلوب تک محدود کیا جائے

ان کے نزدیک:

”فن کی کوئی حد نہیں، سوائے اس کے کہ وہ فن ہو۔“

حقیقت اور شعور

ہنری جیمز کے نزدیک:

● ناول کا موضوع بیرونی واقعات نہیں

● بلکہ انسانی شعور، نفسیات اور باطنی تجربات ہیں

اسی لیے انہوں نے:

● *Point of View*

● *Psychological realism*

کو ناول کی بنیاد قرار دیا۔

تکنیک کی اہمیت

ہنری جیمز نے زور دیا کہ:

● ناول کی فنی ساخت

● اسلوب

● کردار نگاری

بہت اہم ہیں۔

ایک اچھا ناول:

● مربوط

● فنی وحدت کا حامل

ہونا چاہیے۔

اخلاق اور فن

جیمز اخلاق کے مخالف نہیں تھے، مگر وہ کہتے تھے کہ:

● اخلاقیات کو فن پر مسلط نہیں کرنا چاہیے

● اخلاق خود فن سے پیدا ہو

ہنری جیمز کی اہم خدمات

● ناول کو فنی وقار دینا

● جدید فکشن تنقید کی بنیاد

● شعور اور نفسیات پر زور

تینوں ناقدین کا تقابلی جائزہ

پہلو فلپ میٹھیو آرنلڈ ہنری جیمز

سڈنی

دور نشاۃ ثانیہ وکٹورین جدید

ادب کا تعلیم + اخلاقی و ثقافتی فنی اظہار

مقصد لذت رہنمائی

مرکزی شاعری شاعری و تنقید ناول

صنف

اخلاق بنیادی مرکزی حیثیت ضمنی مگر

عنصر موجود

فنی محدود متوازن مکمل

آزادی

مجموعی تجزیہ

فلپ سڈنی نے ادب کا دفاع کیا،

میتھیو آرنلڈ نے ادب کو اخلاقی معیار دیا،

اور ہنری جیمز نے ادب، خصوصاً ناول، کو فنی خودمختاری عطا کی۔

یہ تینوں ناقدین مغربی تنقید کے ارتقا کے مختلف مگر مربوط مراحل کی نمائندگی کرتے ہیں۔

خلاصہ نکات

- فلپ سڈنی نے شاعری کو اخلاقی اور تعلیمی فن قرار دیا
- میتھیو آرنلڈ نے تنقید کو معروضی اور ثقافتی فریضہ بنایا
- ہنری جیمز نے ناول کو سنجیدہ اور آزاد فن تسلیم کرایا
- مغربی تنقید ان تینوں کے بغیر نامکمل ہے

سوال نمبر 3: ممتاز شیریں اور حسن عسکری کے تنقیدی تصورات اور اسلوب کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

تمہید

اردو تنقید کی تاریخ میں بیسویں صدی ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن دور کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس صدی میں اردو تنقید محض تاثراتی اور اخلاقی وعظ سے نکل کر فکری، نظریاتی، جمالیاتی اور فنی مباحث کی طرف آگے بڑھی۔ اسی دور میں ایسے نقاد سامنے آئے جنہوں نے اردو تنقید کو نئے زاویے، نئی زبان اور نئے فکری سوالات عطا کیے۔ ممتاز شیریں اور حسن عسکری اردو تنقید کے وہ دو نمایاں نام ہیں جو ایک ہی دور سے تعلق رکھتے ہیں، مگر ان کے تنقیدی تصورات، فکری زاویے اور اسلوب ایک دوسرے سے خاصے مختلف بلکہ بعض پہلوؤں سے متضاد نظر آتے ہیں۔

ممتاز شیریں کو اردو افسانوی تنقید کی بانی کہا جاتا ہے، جب کہ حسن عسکری کو جدید اردو تنقید کا سب سے پیچیدہ، فکری اور نظریاتی نقاد مانا جاتا ہے۔

ایک طرف ممتاز شیریں کا رجحان افسانے کی فنی ساخت، تکنیک اور نفسیاتی پہلوؤں کی طرف ہے، تو دوسری طرف حسن عسکری ادب کو تہذیب، روایت، مذہب اور وجودی سوالات کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ زیرِ نظر جواب میں ان دونوں نقادوں کے تنقیدی تصورات اور اسلوب کا تفصیلی اور تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

ممتاز شیریں: شخصیت اور تنقیدی پس منظر

تعارف

ممتاز شیریں (1924–1973) اردو ادب کی اولین اور اہم خاتون نقادوں میں شمار ہوتی ہیں۔ وہ بنیادی طور پر افسانہ نگار، مترجم اور نقاد تھیں۔ ان کا اصل میدان **افسانوی تنقید** ہے۔ ممتاز شیریں نے اردو تنقید میں خاص طور پر افسانے کے فنی، نفسیاتی اور تکنیکی پہلوؤں کو موضوع بنایا۔

ادبی ماحول

ممتاز شیریں کا تعلق اس دور سے ہے جب:

- ترقی پسند تحریک اپنے عروج پر تھی
 - ادب کو سماجی انقلاب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا
- مگر ممتاز شیریں نے محض نظریاتی یا اشتراکی تنقید کے بجائے ادب کے فنی مطالعے پر زور دیا۔
-

ممتاز شیریں کے تنقیدی تصورات

1. افسانہ بطور فن

ممتاز شیریں کے نزدیک افسانہ:

- محض سماجی دستاویز نہیں
- بلکہ ایک باقاعدہ فن ہے

وہ افسانے کو:

- فنی وحدت
- تکنیکی تنظیم

● اور داخلی ربط

کے زاویے سے دیکھتی ہیں۔

2. فنی تنقید (Technical Criticism)

ممتاز شیریں اردو میں پہلی نقاد ہیں جنہوں نے:

● پلاٹ

● کردار نگاری

● نقطہ نظر (Point of View)

● علامت

● اسلوب

جیسے فنی عناصر پر باقاعدہ تنقید کی۔

ان کے نزدیک:

اچھا افسانہ وہ ہے جس میں موضوع اور فن ایک دوسرے میں تحلیل

ہو جائیں۔

3. نفسیاتی شعور

ممتاز شیریں نے افسانے کے:

- باطنی
- نفسیاتی
- لاشعوری

پہلوؤں کو نمایاں کیا۔ وہ کرداروں کے:

- ذہنی الجھاؤ
- احساسِ کمتری
- خوف
- تنہائی

کو افسانے کی اصل روح سمجھتی ہیں۔

4. ترقی پسند ادب سے فاصلہ

اگرچہ وہ سماجی شعور کی مخالف نہیں تھیں، مگر:

- نعرہ بازی

- براہ راست تبلیغ

کو افسانے کے لیے نقصان دہ سمجھتی تھیں۔

5. مغربی تنقید سے استفادہ

ممتاز شیریں نے:

- فرائیڈ

- ہنری جیمز

- چیخوف

جیسے مغربی ادیبوں اور نظریات سے استفادہ کیا، مگر اندھی تقلید نہیں کی۔

ممتاز شیریں کا تنقیدی اسلوب

1. واضح اور سادہ اسلوب

ان کا اسلوب:

- سادہ

- منطقی

- مدلل

ہے۔ قاری کو:

- الجھن نہیں ہوتی

- بات براہ راست سمجھ آتی ہے

2. مثالوں کا استعمال

وہ اپنے خیالات کو:

- افسانوی اقتباسات

- عملی مثالوں

سے واضح کرتی ہیں۔

3. اعتدال

ان کے لہجے میں:

- شدت نہیں
- جارحیت نہیں

بلکہ:

- علمی توازن
- فکری اعتدال

نظر آتا ہے۔

حسن عسکری: شخصیت اور فکری پس منظر

تعارف

حسن عسکری (1919-1978) اردو تنقید کے سب سے منفرد، گہرے اور

متنازع نقاد مانے جاتے ہیں۔ وہ:

● نقاد

● مترجم

● مفکر

تھے۔ ان کی تنقید محض ادب تک محدود نہیں بلکہ:

● تہذیب

● مذہب

● تاریخ

● وجود

تک پھیلی ہوئی ہے۔

فکری ارتقا

حسن عسکری کے فکری سفر میں کئی مراحل آئے:

- ابتدا میں جدیدیت اور مغربی فکر
 - بعد میں روایت، تصوف اور اسلامی تہذیب
- یہی ارتقا ان کی تنقید کو پیچیدہ مگر گہرا بناتا ہے۔
-

حسن عسکری کے تنقیدی تصورات

1. ادب اور تہذیب کا رشتہ

حسن عسکری کے نزدیک ادب:

- کسی خلا میں پیدا نہیں ہوتا
- بلکہ تہذیبی شعور کا مظہر ہوتا ہے

وہ کہتے ہیں کہ:

ادب کو سمجھنے کے لیے اس تہذیب کو سمجھنا ضروری ہے جس سے وہ پیدا ہوا۔

2. روایت کا تصور

حسن عسکری نے اردو تنقید میں روایت کے تصور کو مرکزی حیثیت دی۔

- روایت جامد نہیں

- بلکہ زندہ اور متحرک ہوتی ہے

وہ جدید ادب کو روایت سے جوڑ کر دیکھتے ہیں۔

3. جدیدیت پر تنقید

اگرچہ وہ جدید ادب کے حامی تھے، مگر:

- اندھی مغربیت

- تہذیبی انقطاع

کے سخت ناقد تھے۔

4. ادب اور مذہب

حسن عسکری کے نزدیک:

- ادب اور مذہب میں تضاد نہیں
 - بلکہ دونوں انسانی وجود کے سوالات کا جواب دیتے ہیں
 - یہ تصور اردو تنقید میں نیا تھا۔
-

5. وجودی اور باطنی سوالات

حسن عسکری ادب کو:

● انسان کی تنہائی

● بے معنویت

● وجودی کرب

کا اظہار سمجھتے ہیں۔

حسن عسکری کا تنقیدی اسلوب

1. پیچیدہ اور علامتی زبان

ان کا اسلوب:

- مشکل

- علامتی

- تہہ دار

ہے۔ عام قاری کے لیے:

- فوری فہم ممکن نہیں

2. فلسفیانہ انداز

ان کی تحریر میں:

- فلسفہ

- تصوف

- تاریخ

گھل مل جاتے ہیں۔

3. سوالیہ اور مکالماتی لہجہ

حسن عسکری:

- حتمی فیصلے کم دیتے ہیں
- سوالات زیادہ اٹھاتے ہیں

ممتاز شیریں اور حسن عسکری کا تقابلی جائزہ

1. تنقید کا میدان

- ممتاز شیریں: افسانہ اور فکشن
- حسن عسکری: ادب، تہذیب، روایت

2. تنقیدی زاویہ

- ممتاز شیریں: فنی اور نفسیاتی

- حسن عسکری: فکری، تہذیبی، وجودی
-

3. مغربی اثرات

- ممتاز شیریں: تکنیکی استفادہ
 - حسن عسکری: فکری مکالمہ
-

4. اسلوب

- ممتاز شیریں: واضح، سادہ، منطقی
 - حسن عسکری: مشکل، علامتی، فلسفیانہ
-

5. قاری سے تعلق

- ممتاز شیریں: قاری کی رہنمائی
- حسن عسکری: قاری کو فکری جدوجہد میں جھونکنا

جدول: مختصر تقابلی خاکہ

پہلو	ممتاز	حسن عسکری
شیریں		
بنیادی	افسانوی	فکری و تہذیبی
میدان	تنقید	تنقید
تنقیدی	فنی و	نظریاتی و
نوعیت	نفسیاتی	وجودی
اسلوب	سادہ و	پیچیدہ و علامتی
واضح		
روایت کا	ضمنی	مرکزی
تصور		

مقصد فن کی تہذیبی شعور کی

تفہیم بازیافت

مجموعی تجزیہ

ممتاز شیریں نے اردو تنقید کو:

● فنی سنجیدگی

● افسانوی شعور

عطا کیا، جب کہ حسن عسکری نے:

● اردو تنقید کو فکری گہرائی

● تہذیبی شعور

● اور وجودی سوالات

سے روشناس کرایا۔

یہ دونوں نقاد:

- ایک دوسرے کے مخالف نہیں
 - بلکہ ایک ہی روایت کے دو مختلف مگر تکمیلی رخ ہیں۔
-

خلاصہ نکات

- ممتاز شیریں اردو افسانوی تنقید کی بانی ہیں
- حسن عسکری جدید اردو تنقید کے فکری معمار ہیں
- ایک کا زور فن پر ہے، دوسرے کا تہذیب پر
- اردو تنقید ان دونوں کے بغیر نامکمل ہے

سوال نمبر 4: گوپی چند نارنگ اور شمس الرحمن فاروقی کی تنقیدی بصیرت کو سامنے رکھتے ہوئے جدید تنقید کی خوبیاں بیان کریں۔

تمہید

اردو ادب میں جدید تنقید (Modern Criticism) بیسویں صدی کے وسط کے بعد ایک باقاعدہ، منظم اور نظریاتی شعور کے ساتھ سامنے آئی۔ اس تنقید نے نہ صرف ادب کو نئے زاویوں سے دیکھنے کی کوشش کی بلکہ قاری، متن اور معنی کے باہمی تعلق کو بھی ازسرنو متعین کیا۔ جدید تنقید نے روایت پرستی، محض اخلاقی یا تاثراتی تنقید، اور سطحی سماجی نعرہ بازی سے ہٹ کر فن، ساخت، معنی، زبان اور قاری کے کردار جیسے بنیادی سوالات کو مرکزِ بحث بنایا۔

اس جدید تنقیدی روایت کے دو سب سے بڑے اور بااثر نام گوپی چند نارنگ اور شمس الرحمن فاروقی ہیں۔ ان دونوں نقادوں نے اردو تنقید کو عالمی تنقیدی نظریات سے جوڑا، مگر ساتھ ہی اردو کی اپنی شعری و فکری روایت کو بھی

نظر انداز نہیں کیا۔ گوپی چند نارنگ نے جدید لسانیات، ساختیات اور پس ساختیات کو اردو تنقید میں متعارف کرایا، جب کہ شمس الرحمن فاروقی نے شعریات، اسلوبیات اور کلاسیکی روایت کی نئی قرأت کے ذریعے جدید تنقید کو گہرائی عطا کی۔

زیرِ نظر جواب میں پہلے ان دونوں نقادوں کی تنقیدی بصیرت کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا، پھر ان کی آراء کی روشنی میں **جدید تنقید کی نمایاں خوبیوں** کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

جدید تنقید کا عمومی تصور

جدید تنقید کا بنیادی مقصد:

- ادب کو محض اخلاقی یا سماجی دستاویز سمجھنے کے بجائے
- ایک خود مختار فنی و معنوی نظام کے طور پر دیکھنا

ہے۔

یہ تنقید اس سوال پر زور دیتی ہے کہ:

● ادب کیا کہتا ہے سے زیادہ

● ادب کیسے کہتا ہے

اہم ہے۔

گوپی چند نارنگ: تنقیدی بصیرت اور فکری زاویہ

تعارف

گوپی چند نارنگ (پیدائش: 1931) اردو کے عالمی سطح پر معروف نقاد، ماہرِ

لسانیات اور محقق ہیں۔ انہوں نے اردو تنقید کو جدید مغربی نظریات سے

روشناس کرایا اور اسے بین الاقوامی تنقیدی مکالمے کا حصہ بنایا۔

فکری پس منظر

نارنگ کی تنقید پر درج ذیل نظریات کے اثرات نمایاں ہیں:

● ساختیات (Structuralism)

● پسِ ساختیات (Post-Structuralism)

● جدید لسانیات

● نشانیات (Semiotics)

گوپی چند نارنگ کے اہم تنقیدی تصورات

1. متن کی مرکزیت

گوپی چند نارنگ کے نزدیک:

● ادب کی اصل حقیقت متن (**Text**) میں ہوتی ہے

● مصنف کی نیت یا زندگی ثانوی حیثیت رکھتی ہے

یہ تصور جدید تنقید کی بنیاد ہے۔

2. معنی کی کثرت

نارنگ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ:

● ادب کا کوئی ایک حتمی معنی نہیں

● ہر قاری اپنے شعور اور تجربے کے مطابق معنی اخذ کرتا ہے

یہ نظریہ جدید تنقید کو جمود سے آزاد کرتا ہے۔

3. زبان بطور نظام

نارنگ کے نزدیک:

- زبان محض اظہار کا ذریعہ نہیں
- بلکہ معنی پیدا کرنے والا ایک نظام ہے

اسی لیے وہ:

- لفظ
 - ساخت
 - نحوی ترتیب
- پر خاص توجہ دیتے ہیں۔
-

4. ساختیاتی تجزیہ

انہوں نے اردو تنقید میں:

● ساخت

● داخلی ربط

● علامتی نظام

کو تجزیے کا بنیادی ذریعہ بنایا۔

شمس الرحمن فاروقی: تنقیدی بصیرت اور فکری زاویہ

تعارف

شمس الرحمن فاروقی (1935–2020) اردو کے عظیم نقاد، شاعر، افسانہ

نگار اور محقق تھے۔ وہ جدید تنقید کے ساتھ ساتھ اردو کی کلاسیکی روایت

کے سب سے بڑے شارح بھی تھے۔

فکری پس منظر

فاروقی کی تنقید پر اثرات:

● عربی و فارسی شعریات

● مغربی تنقید (New Criticism)

● اسلوبیات (Stylistics)

● کلاسیکی اردو روایت

فاروقی کے اہم تنقیدی تصورات

1. شاعری بطور زبان کا فن

فاروقی کے نزدیک:

● شاعری خیالات کا نہیں

● زبان کا فن ہے

اس لیے انہوں نے:

● لفظ

● صوت

● آہنگ

● ترکیب

کو مرکزی حیثیت دی۔

2. فنی خود مختاری

فاروقی نے ادب کو:

● سماجی یا سیاسی نعرے کا تابع بنانے کی سخت مخالفت کی

ان کے نزدیک:

ادب کی قدر کا معیار اس کی فنی عظمت ہے، نہ کہ نظریاتی وابستگی۔

3. روایت کی نئی قرأت

فاروقی نے یہ ثابت کیا کہ:

● کلاسیکی اردو شاعری فرسودہ نہیں

● بلکہ فکری اور فنی اعتبار سے نہایت جدید ہے

یہ تصور جدید تنقید کی ایک بڑی خوبی ہے۔

فاروقی کے نزدیک:

- جدید تنقید کا کام قاری کو “آسان معنی” دینا نہیں
- بلکہ اس کی جمالیاتی حس کو بیدار کرنا ہے

جدید تنقید کی خوبیاں (نارنگ اور فاروقی کی روشنی میں)

جدید تنقید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ:

- ادب کو کسی خارجی مقصد کا غلام نہیں بناتی
- فن کو اس کے اپنے اصولوں پر پرکھتی ہے

یہ تصور خاص طور پر فاروقی کی تنقید میں نمایاں ہے۔

2. متن کی مرکزیت

جدید تنقید میں:

- متن اصل محور ہے
 - مصنف، سماج یا تاریخ ثانوی عناصر ہیں
- یہ خوبی نارنگ کی تنقید سے نمایاں طور پر سامنے آتی ہے۔

3. معنی کی کثرت اور وسعت

جدید تنقید:

- ایک ہی معنی پر اصرار نہیں کرتی
 - مختلف قراءتوں کو قبول کرتی ہے
- یہ ادب کو زندہ اور متحرک بناتی ہے۔
-

4. زبان پر گہری توجہ

نارنگ اور فاروقی دونوں کے نزدیک:

● زبان ہی ادب کی روح ہے

جدید تنقید:

● لفظ

● ساخت

● آہنگ

● علامت

کو سنجیدگی سے پرکھتی ہے۔

5. علامتی اور تہہ دار مطالعہ

جدید تنقید ادب میں:

● پوشیدہ معانی

● علامتی نظام

● غیر مرئی ربط

کو سامنے لاتی ہے۔

6. روایت اور جدیدیت کا امتزاج

فاروقی کی تنقید نے ثابت کیا کہ:

● جدیدیت روایت کی دشمن نہیں

● بلکہ روایت کی نئی تعبیر ہے

یہ جدید تنقید کی ایک بڑی فکری خوبی ہے۔

7. قاری کا فعال کردار

جدید تنقید میں:

● قاری محض سننے والا نہیں

● بلکہ معنی تخلیق کرنے والا ہے

یہ تصور نارنگ کے ہاں خاص طور پر نمایاں ہے۔

8. نظریاتی وسعت

جدید تنقید:

● لسانیات

● فلسفہ

● نفسیات

● نشانیات

سے استفادہ کرتی ہے، جس سے تنقید کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔

9. تعصب سے آزادی

جدید تنقید:

● اخلاقی وعظ

● سیاسی وابستگی

● ذاتی پسند و ناپسند

سے اوپر اٹھ کر ادب کو دیکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

10. اردو تنقید کا عالمی ربط

گوپی چند نارنگ کی بدولت:

● اردو تنقید عالمی تنقیدی دھاروں سے جڑی

● اور ایک بین الاقوامی مکالمے کا حصہ بنی

یہ جدید تنقید کی ایک اہم کامیابی ہے۔

گوپی چند نارنگ اور فاروقی کا تقابلی اثر

پہلو گوپی چند شمس الرحمن

نارنگ فاروقی

بنیادی	متن اور زبان	شاعری اور
زور	روایت	
نظریاتی	ساختیات، پسِ	اسلوبیات،
رجحان	ساختیات	شعریات
قاری کا	معنی ساز	جمالیاتی
کردار	تربیت	
روایت کا	جدید تناظر	کلاسیکی
تصور	میں	عظمت

مجموعی تجزیہ

گوپی چند نارنگ اور شمس الرحمن فاروقی دونوں نے:

● جدید تنقید کو فکری گہرائی

● علمی وقار

● اور نظریاتی وسعت

عطا کی۔

ان کی تنقید کی روشنی میں جدید تنقید:

- ادب کو آزاد
- زبان کو مرکز
- اور قاری کو شریکِ تخلیق

بناتی ہے۔

خلاصہ نکات

- جدید تنقید ادب کی فنی خودمختاری کو تسلیم کرتی ہے
- متن اور زبان کو مرکزِ بحث بناتی ہے
- معنی کی کثرت کو قبول کرتی ہے
- روایت اور جدیدیت میں ربط پیدا کرتی ہے
- گوپی چند نارنگ اور فاروقی اس کے سب سے بڑے نمائندہ ہیں

سوال نمبر 5: درج ذیل شخصیات کی تنقید نگاری پر مختصر مگر جامع نوٹ

لکھیں

(الف) دیویندر اسر کی تنقید

دیویندر اسر اردو کے اہم جدید نقاد، محقق اور دانشور ہیں جنہوں نے اردو تنقید کو سماجی شعور، فکری دیانت اور تاریخی آگہی سے جوڑنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی تنقید محض فنی یا لسانی تجزیے تک محدود نہیں بلکہ ادب کو ایک سماجی و تہذیبی مظہر کے طور پر دیکھتی ہے۔

دیویندر اسر کے نزدیک ادب:

- سماج سے کٹا ہوا کوئی مجرد فن نہیں
- بلکہ انسانی تجربات، سماجی تضادات اور تاریخی حالات کا عکاس ہے

اسی لیے ان کی تنقید میں:

● ترقی پسند فکر

● جدید حسیت

● اور انسان دوستی

کے عناصر واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

وہ ادب کے مطالعے میں:

● تاریخ

● سماج

● معاشی و طبقاتی شعور

کو نظر انداز نہیں کرتے، لیکن ساتھ ہی وہ ادب کو محض سیاسی نعرہ بھی نہیں بناتے۔ ان کا تنقیدی اسلوب متوازن ہے جس میں فنی قدروں اور سماجی معنویت دونوں کا خیال رکھا گیا ہے۔

دیویندر اسر کی تنقید کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ:

● ادب میں موجود انسانی کرب، محرومی اور جدوجہد

● کو گہرے شعور کے ساتھ اجاگر کرتے ہیں

ان کی تحریر سادہ، واضح اور مدلل ہوتی ہے، جس میں غیر ضروری اصطلاحی پیچیدگی کم اور فکری وضاحت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی بنا پر ان کی تنقید قاری کو فہم میں آسان مگر فکر میں گہری محسوس ہوتی ہے۔

(ب) ناصر عباس نیر کے تنقیدی امتیازات

ناصر عباس نیر اردو کے ممتاز جدید نقاد ہیں جن کا شمار **مابعد جدید تنقید** (*Postmodern Criticism*) کے اہم نمائندوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اردو تنقید کو نئے فکری سوالات، نئے مباحث اور نئے زاویہ نظر سے روشناس کرایا۔

ناصر عباس نیر کی تنقید کے نمایاں امتیازات درج ذیل ہیں:

1. مابعد جدید فکری شعور

ناصر عباس نیر ادب کو:

- کسی ایک حتمی معنی کا حامل نہیں سمجھتے
- بلکہ معنی کو غیر مستحکم اور متغیر تصور کرتے ہیں

ان کے نزدیک متن:

- قاری کے ساتھ تعامل کے نتیجے میں معنی پیدا کرتا ہے۔
-

2. طاقت، بیانیہ اور شناخت کا مطالعہ

ان کی تنقید میں:

- طاقت (Power)

- بیانیہ (Discourse)

- شناخت (Identity)

جیسے جدید فکری مباحث کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ ادب کو سماجی طاقت کے نظاموں کے تناظر میں پڑھتے ہیں۔

3. روایت پر سوال

ناصر عباس نیر روایت کو:

● مقدس اور غیر متبدل نہیں مانتے

● بلکہ اس پر سوال اٹھانا جدید تنقید کا حق سمجھتے ہیں

یہ رویہ ان کی تنقید کو جرات مندانہ بناتا ہے۔

4. فلسفیانہ گہرائی

ان کی تنقید میں:

● فلسفہ

● جدید مغربی نظریات

● اور فکری تجرید

نمایاں ہے، جس سے ان کی تحریر سنجیدہ قاری کے لیے فکری چیلنج بن جاتی ہے۔

5. اسلوب کی انفرادیت

ناصر عباس نیر کا اسلوب:

- فکری طور پر گہرا
 - اصطلاحی طور پر قدرے مشکل
 - مگر علمی اعتبار سے مضبوط
- ہے، جو ان کی تنقید کو ایک خاص علمی وقار عطا کرتا ہے۔
-

مجموعی تقابل (مختصر)

پہلو دیویندر اسر ناصر عباس

نیر

فکری سماجی و مابعد جدید

رجحان ترقی پسند

ادب کا سماجی متنی و فکری

تصور اظہار تشکیل

اسلوب سادہ، واضح فلسفیانہ،

تجربیدی

مرکزی انسان اور معنی، بیانیہ،

زور سماج طاقت

نتیجہ:

دیویندر اسر کی تنقید ادب کو سماجی حقیقت سے جوڑتی ہے، جب کہ ناصر عباس نیر کی تنقید ادب کو فکری، فلسفیانہ اور مابعد جدید تناظر میں دیکھتی ہے۔ دونوں نے اپنے اپنے انداز میں اردو تنقید کو وسعت، تنوع اور فکری گہرائی عطا کی ہے۔